بفضل صانع ارض و سماء و خلاق مکین و مکان

کتاب لاجواب از تصنیف شاعر شیرین بیان و ناظم یکتائی زمان شفقت حسین عرف

ابوالمحاسن متخلص شمسی صانہ اللہ عن الشرور والحوادث

مسمے بہ



ریاض شمسی

در ۱۳۱۳ ہجری

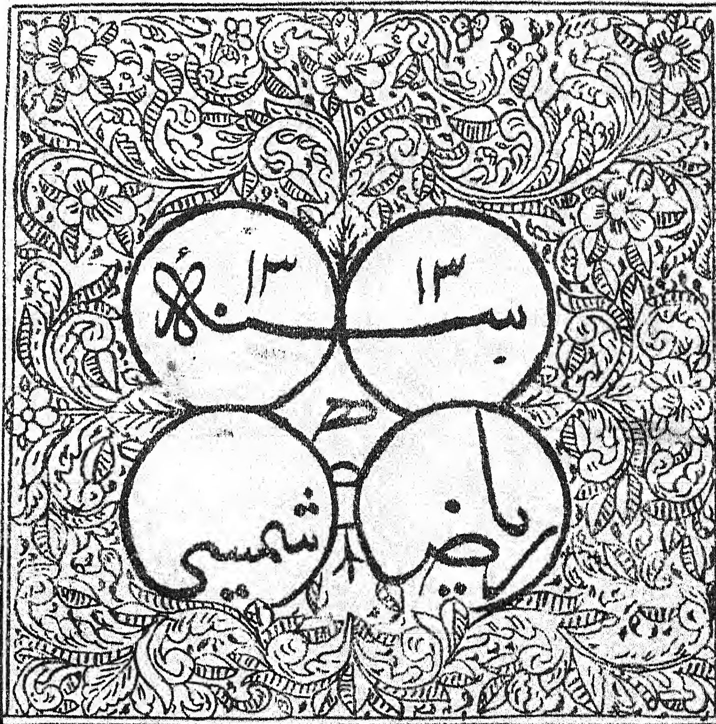
باہتمام بلیغ احقر جہان ناچیز محمد علیخان عفی عنہ

طبع

در مطبع عزیز دکن واقع چھتہ بازار مقبول جہان شد

طبع اول (۵۰۰) جلد

بفضلِ حاتمِ زمان میرِ دوران خداوندِ عالمگیر مکان



در مطبع عزیز دکن مقبول جهان شد



عرضداشت بخداوند خداوندگار والاشان نیرِ سپہرِ برج کامگاری قافلہ سالار
میدانِ جلادت حدیقہ گلشنِ بختیاری انجمن آرائے بارگاہِ جلالت فلک
اقبال مشتری خصال شمس اجلال فرخندہ مال آصف جاہ نظام الملک مظفر الممالک
فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر فرمانروائے اقلیم دکن ادام اللہ ملکہ و سلطنتہ

گلِ گلشنِ بخت و باغِ بہار
سر سرفرازانِ عالی تبار
قدمبوس ہمت ظفر ہم رکاب
نقیب اوسکی شوکت علم آفتاب
قمر محفل آرا فلک بارگاہ
کرم سلطنت اور انجم سپاہ
مشیر اوسکا اقبال و دولت وزیر
خرد اوسکے ناظم عطارد دبیر
فلک اوج ہمت سے اوسکی خجل
بساطِ کرم سے زمین منفعل

آلہی باقبال و جاہ و جلال
سلامت رہے تا صد و بست سال

سر افگندہ خامہ ہے تسلیم مین
مین میم مودب ہون تعظیم مین

پس از دست بستہ یہہ بیہودہ گو
بصد منت و عجز ہے عرض جو

کہ اے کوکب بخت و عشرت قرین
ہوا دام غم مین مین دربدر زمین

بس اب سہتے سہتے ستم ہشیار
گیا دل سے ایک بخت صبر و قرار

جگر خون و خون آہ و آہ آنکہ کی
بہا لیگئے اشک سحر روشنی

مین کیا خستہ حالی کرون اب رقم
طریق مصیبت شریک الم

دل ناتوان پر پڑا بار سنگ
ہوا قافیہ روزمرہ کا تنگ

زبونی بخت اور قلم سخت ہے
تو قسمت کا مصرع بہی دو لخت ہے

مگر شکر ہے بعد مدت دراز
با مداد طالع ہوا سرفراز

رسائی ہوی بر در احتشام
کہ مقبل ہین جس در کے ادنی غلام

یقین ہے کہ بے عقدہ آئے مراد
کرے بخت تدبیر سے اتحاد

بس اے صاحب عقدہ مشکل کشا
سرافراز ہو جائے یہہ بینوا

پڑی لطف کی اس پہ اب اک نظر | کہ اوقات تا چین سے ہو بسر

ہوا جاتا ہے صبر بے تاب اب | کہ اب انتظاری مین ہون جان بلب

نہین بجز افلاس مین کوئی ساتھ | وسیلہ بجز ذات رستم صفات

رہے سایۂ عاطفت مین غلام | دعاگو شہنشاہ کا ہر صبح و شام

الٰہی رکھ اونکو بگنج و حشم | با قبال دولت بطبل و علم

حوادث زمانے سے بے بیم رہے | مظفر و منصور دایم رہے



گذارندہ عرضی براز رنج و شین

غمخوار دیرین شفقت حسین



مسدس در مدح خاقان عالی گہر سلطان بحر و بر مسند آرائی تاج دیہیم سلطان السلاطین شہنشاہ والا جاہ کیوان بارگاہ انجم سپاہ شاہ شاہان زمین فرمانروائی اقلیم دکن نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان مظفر الممالک فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اے فکرِ رسا ملکِ سخن خسروِ اقلیم
ہو قصرِ خیالی مین بر آمد پۓ تعظیم

خامہ ہو بصد عجز سر افگندۂ تسلیم
مضمون مین تخصیص ہو تقریر مین تعمیم

ہو لفظ مرصع سے ادا ندرِ سخن کی
اب بزم مین آمد ہے شہنشاہِ دکن کی

یہ بزمِ خوشی غیرتِ جمشید ہی آج
ہر ساغرِ مل ساغرِ امید بنے آج

ہر زہرہ جبین صورتِ ناہید بنی آج
ہر بزم نشین مطلعِ خورشید بنے آج

ہر شمع رہ اب روشنیِ طور ہو جل کر
تا سنگدل و سخت بنے موم پگل کر

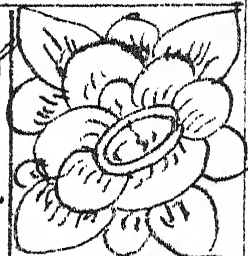
ہان مسندِ عزت پہ ہو خورشیدِ جہانتاب
دستورِ معظم ہو قمر دانشِ اعصاب

اور شیخ اکابر بنے برجیسِ اولو الالباب
بہرام سپہ دار ہو یل رستم و سہراب

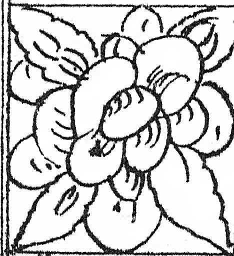
سر تا بفلک رایتِ اقبال کھنچا ہو
حیرت مین ہر اک صورتِ تمثال کھڑا ہو



کر طبع رسا سیر گلستان جنان کی
حالت وہ دکھا دے ہمین شہنشاہ زمان کی
ہے کیچون تا شبہہ آج مین فردوس مکان کی
آصف کے بنی شکل سلیمان جہان کی



گذرا نہ خردمند کوئی پیر و جوان سے
نادر کو مطیع اپنا کرے سیف زبان سے



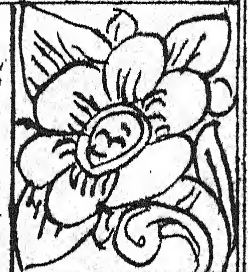
اس فہم و فراست کا تو انسان نہین ملتا
مفلس نہین ملتا کوئی ذیشان نہین ملتا
انسان تو کجا ہے کوئی سلطان نہین ملتا
ڈہونڈو تو جز آصف کے سلیمان نہین ملتا



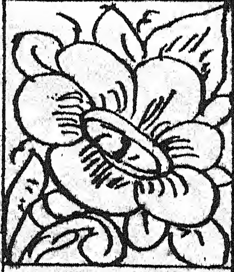
دم بندا سی پر ہے خردمند جہانکا
دانش سے لیا کام کمان تیر و سنانکا



اوس گلشن دانش کا یہ ذیشان شجر ہے
اوس منبع الاوصاف کا خاقان گہر ہے
اوس تخم نکو کاشت کا سلطان ثمر ہے
آصف کا یہ محبوب علی خان پسر ہے



ہان تخم و شجر سب ہین ثمر ہی تو ہی ہے
پیارے ہین سبھی نور نظر ہی تو ہی ہے

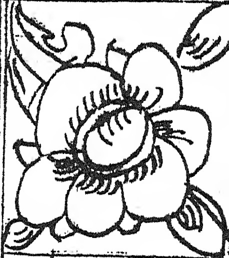


یہ جان جہان فخر سلاطین ہے زمن مین
پتلی ہے اگر چشم مین تو روح ہی تن مین

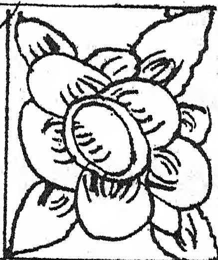
طوبیٰ ہی گلستان مین تو شمشاد چمن مین	محمود اگر ہند مین محبوب دکن مین



یون ظلم و ستم ہو گیا معدوم ہٹک کر
جون خار الم پائے تصور سے کھٹک کر



اقبال کمربستہ اسی در پہ رہا ہے	خورشید چتر بن کے اسی سر پہ رہا ہی
اجلال خداوندی اسی گھر پہ رہا ہی	اور سکہ جہان گیری اسی زر پہ رہا ہی



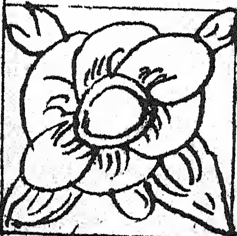
کیا شک و شبہہ اسمین کہ یہ ظلّ آلہ ہی
اقبال پھرا اوس سے کہ جو اس سے پھرا ہی



ناصر ہے غریبون کا شہ افضل و اعلیٰ	بیوا و یتیمون کا ہی پالنے والا
مان باپ کسی کا ہی کسی چاند اُجالا	ہے جاہ و حشم اسکا سکندر سے دوبالا



قایم ہے امان اس سے خرابات جہان مین
آسایش و آرام مکین کو ہی مکان مین



خورشید جہان تاب ہے یہ شعلہ دل افروز	ہے خیرگی اعدا کے لئے دوستون کو روز
شعشعہ سے ہے کہین اور کہین برق جہانسوز	اسکے لئے مرہم ہی تو اوسکے لئے دلدوز

کیونکر نہ حسد ہو شہ خورشید لقا سے
جلتی ہے زبان شمع فروزان کی ضیا سے

ہے فہم و فراست مین شہنشاہ یگانہ
اندر نکتہ باریک سے دانا ہو دوانا

حضرت کا سخن جلد سمجھتے نہین دانا
بالتو نہین تو شیشے مین اتر جائے سیانہ

تقریر پر افسون سے مطیع اہل زبان ہون
شوریدہ اگر پیر تو گردیدہ جوان ہون

گذرا نہ جوان ایسا سلاطین جہان مین
چرچہ ہو شجاعت کا بہم پیر و جوان مین

جسکا کہ تصور ہو ہر اک طبع روان مین
کندہ ہو صفت دلمین ستایش ہو زبان مین

وہ وصف پسندیدہ کہ دشمن ہین ثناگر
ملتے ہین تواضع پہ سر عجز جھکا کر

کسریٰ سے شہنشاہ کی عدالت کوئی پوچھے
عاقل سے شہنشاہ کی فراست کوئی پوچھے

حاتم سے شہنشاہ کی سخاوت کوئی پوچھے
ضیغم سے شہنشاہ کی شجاعت کوئی پوچھے

کامل ہے ہر اک فن مین استاد ہنر مین

جوہر کو پرکھ لیتے ہین بادئ نظر مین

اخلاق مجسم ہے شہا منبع الاحسان
سلطان عرب مین ہے عجم مین یہ ہے خاقان

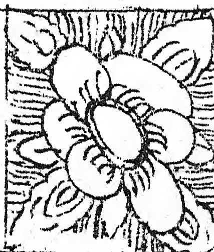
یکتا ہے مروت مین تواضع مین ہے ذیشان
جنات مین آصف ہی پرستان مین سلیمان




یہہ جاہ و حشم تو کوئی سلطان ہنین دیکھا
آصف کے پس عہد سلیمان ہنین دیکھا

جب صید کا عازم ہوا سلطان انس نواز
شاہین کا دم بند تہا کنجشک کا آواز

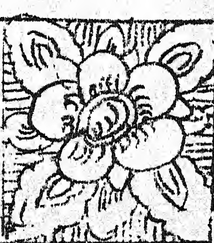
بحری نر ہے بحر مین بر مین نر ماباز
بس مرغ قفس روح نے قالب سے کی پرواز




اژدر بن و در بند مین آ آگ رہی تھے
اور شیر بہی سایہ سے نکل بہاگ رہی تھے

گذرے کبہی مہتر پر شہ والا کی نظر سی
چہاتی پہ چڑہی اور نکل آئی جگر سے

جا نیسر ہو بندوق شر بار اثر سے
بندوق ادہر سے چلی اور جان ادہر سے




اس برق سے بید رد کو بہی درد ہوا ہے
یہہ گرم ہوئی جب کبہی تن سرد ہوا ہے

ہان دستِ شہنشاہ مین یہہ دو نال غضب ہے
یہہ لب بلبی دشمن کے لئے جان بلب ہے
ہر نال سے شر ربار ہے پر پیچ و لقب ہے
بس صف شکن و شیر فگن اسکا لقب ہے

دو گھوڑے سے چڑھا کر جو یہہ چہاپے پہ چڑہی ہے
دشمن مین نہین دم کہ اجل سر پہ کھڑی ہے

جون رعد گرج جاتی ہی بجلی سے چمک کے
بے سر ہوا دشمن تو یہہ بندوق ہوی ہے
جنبش تو زمین کو ہوی صدمہ تو فلک پر
بیجان ہوا شیر تو سلطان مظفر

دو ایک قدم پیچھے یہہ چلتی ہے قضا سے
بے لاگ ہے شست اسکی ہر اک چوک خطا سے

جو اسکی مقابل ہو تو بس جانکو کھو جائے
اس شکل اجل کو جو قضا دیکھ لے سوجائے
یہہ وہ ہے شرر آگ سے بے باک پہ ہوجائے
تصویر اگر موت کو دکھلاؤ تو رد جائے

دہشت سے ہے دل اس مین جن خوف و خطر مین
خورشید مین زردی ہے سیاہی ہے قمر مین

ایک شیر نکل آیا کہین کان دبا کر
بس جان بچاتا وہ چلا آنکھ بچا کر

جب چار ہوئے چشم ذہین شست ملاک	اک ضرب لگائی اُسے بندوق چلا کر

چھوڑا جو گرا گولی جگر چاٹ رہی تھی
اور رشتۂ انفاس قضا کاٹ رہی تھی

بندوق جو پھر آپ نے چھاتی پہ جمائی	اک شیر نیستان کو قضا گھیر کے لائی
اس آتش دو نال نے سر بھونکے کھائی	جان آپ نے لی خون تو گولی کو چٹائی

انسان کو سکتہ ہے ملایک پہ غشی ہے
۱۳۱۱
بدخواہ کو ندامت ہے بہی خواہ کو خوشی ہے

بازوئے شہنشاہ سے زبردست ہو کوزیر	ہاں صدیسی سال میں چودہ ہیں ہوئی شیر
اے شمسی گستاخ مگر زیادہ الٹ پھیر	کہ ذات شہنشاہ کی توصیف سے ہے سیر

ہاں حمد و ثنا اس سے زیادہ نہیں درکار
کہ حق کا وہ طالب ہے خوشامد سے ہے بیزار

صد سال سلامت بکرامت رہے یہ ذات	با طبل و علم حشمت و شوکت رہے یہ ذات
با گنج و گہر افسر و دولت رہے یہ ذات	با عظمت و شان تا بہ قیامت رہے یہ ذات

نقشِ جبہہ آدمی خاک کا سرکش کے جبین پر
اور نام شہنشاہ کا کندہ ہو نگین پر

سلطانِ سلاطین ہو اور مالکِ اقلیم — زیبندہ اورنگ ہو اور زینت دیہیم
پھر مرجع خلق اللہ ہو اور قابل تسلیم — ذی حشمت و توقیر ہو اور واجب تعظیم

سکہ چلے محبوب علی خانِ زمان کا -
بس شاہِ دکن رشک ہو شاہانِ جہاں کا

ہاں جاہ و حشم و افسر و لشکر ہو مہیا — کلیل نگین خلعتِ پر زر ہو مہیا
ہو زیر نگین ملک مظفر ہو مہیا — گیتی کے لئے زینت و سرور ہو مہیا

بس مالکِ اقلیم ہو اور شاہ زمن کا
دنیا میں چلے سکہ شہنشاہِ دکن کا -

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان نوشیروان دوران سریر آرائے دیہیم تاج السلاطین آصف جاہ سادس نظام الملک ثانی مظفر الممالک فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر
لازال شمس اقبالہ طالعۃ وسیفہ ساطعۃ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مسند آرای جهان گشت مرهم خاطر نگار | خستگان را مژده باشد که بهار آمد بهار

سرو قد فولاد تن آهن جگر فرخ نهاد | لرزه در میدان بیفتد که سوار آمد سوار

جوهر از صد دانگی خیره شد ست و نیره گشت | خوان انجم از فلک بهر نثار آمد نثار

قصهٔ دریا دلی هرگز نگنجد در قیاس | کز آن قطرهٔ دریا بی شمار آمد شمار

صد لتِ مدحت چنان در خاطرم افتاده است | که مضامین صف کشیده چون قطار آمد قطار

بارک الله منبع الاحسان و اخلاق کرم | ذاتِ والا مرتبت جائی هزار آمد هزار

مهر اخلاق و صفاتت بر گذشت از اوجِ شان | شهرهٔ آفاق تو در هر دیار آمد دیار

هیچ شک در دل ندارم که توی فرهاد من | چون خرد شسم که پیش حاجت بر آر آمد بر آر

کس شنود این حکایت بر پی دیدار تو | مثل سیماب بخاطر بی قرار آمد قرار

گر بگوشش جنگجو نعرهٔ رعد آسا رسد | پای بر سر تا بخانه اش فرار آمد فرار

یا الٰهی آن شهِ ذیجاه در عشرت کده | شادمان باشد بر و سال هزار آمد هزار

تیره بختی دست گیرد هر کسی خواهِ او است | مهر انور طالع او چون نهار آمد نهار

تسمیه این چه گفتار پریشان ست و نیز | لیک داری دم شنه شاید بکار آمد بکار

غزل

سراسر سحر ہی حسن اوس نخ نین کپٹ فن کا
ہمی دلبر ہوا ہی پیشوا گمراہ مدفن کا

کہے عاقل ہزاروں سامنے مجنوں کے ہو آخر
یہہ ادنی شعبدہ تہا اوس پری کی سحر چتونکا

بجا ہی اب عشق ہی گل خوبرو زنابیت کا کریں دعوی
کہ لالہ ہجر غم مین ہو کبودی رنگ سوسن کا

اودہر تو سخت جانی ہی ادہر ہے سنگدل جانان
اقل جگر بہی عالم سوز ہی اون سنگ و آہن کا

اجل بہی ہم ستم کش بدنصیبوں سی گریزان ہے
لیا تہا سیف تہیں مارے ہوا تہی قتل دشمن کا

پہہ کالے جعد عنبر کے اثر سنبل کا رکہتی ہین
نہین ہرگز اترتا ہی چڑہا یہہ زہر ناگن کا

سلیمان تہی تجنت بہیہ کہ دشتہ پاسی فنا ملتی
ہوا پامال ہیہہ بدبخت اذکی نعل توسن کا

ہوی ہین شیدا پ قشقہ کتنی کیب مسلمان بہتی
اجی کل گاتی تہی اشلوک ہندو بت برہمن کا

غزل

جبسے عاشق ہو گیا ہوں اوس رخ ماہ تابکا
رشک ہی یاں جہاں ہوں وہ الم احباب کا

جام دی ساقی لبالب وہ مملو مل ناب کا
منکشف ہوتا نشہ مین حال بحر خواب کا

کس طرح نکلے مضامین اس سر پریشان بحر سے
سطر جس کی جال ہو اور ہو صفحہ آب کا

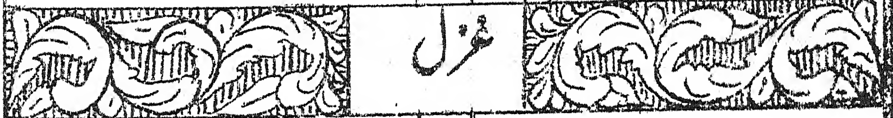
لاف الفت جنی مارے پلیا جام فنا
تیغ تو سب مر چکی اب کل ہفر ہے شتابہ کا

یہ کہ طلسم حسن ہی بیمار اس کا ہے جنون
تابحشر خاک چھٹیگا داخل باب کا

آشنا کب ہمانی سے مری گوہر فشانی دوستو
اندلون اخوان بنا ہوں جب بلاغت باب کا

مشک وتیرے نہ ہوش آیا مریض عشق کو
پیچ کیا جانے مسیحا غش ہے سنبل تاب کا

شمیم حکمت شرع الفت بیان ہے بحر میں
یہ سخن تاج سخن ہے گوہر زبان نایاب کا



غزل

سوز دل مرہم سے کہنہ سے فروزان ہو گیا
جب ہوا کافور چہرہ نار روشان ہو گیا

سوختہ دل کی تڑپ سے جب اٹھی ہے آہ دل
وہ دشب میں خوف سے سورج بھی پنہان ہو گیا

جب لکھی میں نے صفت کچھ زلف پیچاں کی تری
باغ میں پھر رشک سے سنبل پریشان ہو گیا

کیا غضب ہے پیچ کاکل کہاں دل نہ چل سکے
کیسے بل کھاتے ہوئے دانان بھی نادان ہو گیا

آستان بوسی کے عاشق تھا تمہارا ہے لب
ہائے آخر آج پرحسرت و ارمان ہو گیا

ایسے اشک صبح غم بحر الم سے لائی ہے
دیکھ کر دریا سے سر پر گریبان ہو گیا

اے تو راہ عشق میں جنگل سے بھی حالت مری
کہ مسافر گور کا دنیا کا مہمان ہو گیا

خط عارض نے تری پہچانا چہوڑا بعد مرگ
زرق میدان لحد میں لاشہ بے جان ہو گیا

کیون جی شمسی چپکے چپکے کیسے مزے ہین عشق کے | پچھلی ٹھوکر مین اجل کا سر و سامان ہو گیا

غزل

بس ہین بتون کے نیچے ہین ناز و ادا کے ہین | ہم تو اسیر پھندہ ہین زلف دوتا کے ہین

الجھے ہوسے جو زلف مین ماہ لقا کے ہین | جالے ہین ماہ کے نہین پانے قضا کے ہین

بے منت و طلب جو تم آئے شب وصال | ای جان من اثر یہہ ہماری دعا کے ہین

بزم عدو مین جاتے ہین اٹھتا نہین قدم | دامن گرفتہ ہات میری التجا کے ہین

سرتاپا وہ شوخ شرارت مین ہے بھرا | باتین غضب کے ہین تو جفائین بلا کے ہین

شوخی مگر بس اسے دل خانہ خراب جیب | پابند وہ صنم بڑے شرم و حیا کے ہین

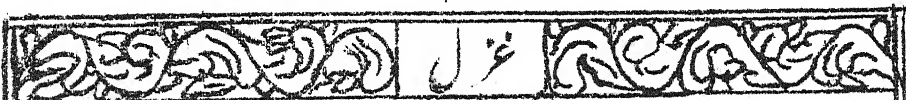
گر سند خود وہ ظلم سرشت آپ ہون تو کیا | پابند ہم بھی تو رہ صبر و رضا کے ہین

کوتاہ کرو نہ دست تظلم کو میرے جان | عادی ستم جو سہنے کے خوگر جفا کے ہین

بے سر ہوسے جو لاکھ تو مجروح صد ہزار | اوسکے تو ناخنو مین ہنر دلربا کے ہین

پیرو صحابہ کے مقلد ہین آل کے | یہ خوبیان بس امت خیر الورا کے ہین

خاموش شمسی اپنے زبان کو لگام دے | یہ یاد رہے کہ کوی ہون بندے خدا کے ہین



غزل

ای ساقئ بزم طرب ہوں جان بلب بیچان مگیں — اک مجھ پہ ہے غیظ و غضب ہے سبب دلدار من

ہے شادمان ہر اک بشر سرسبز ہیں نخل شجر — اک میں ہوں تفسیدہ جگر دلخستہ رنج و محن

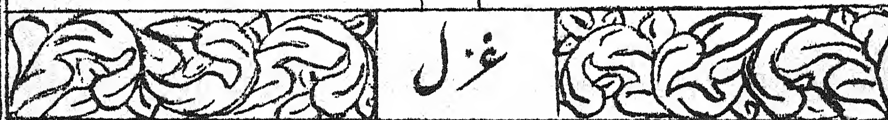
ہے فیض کا چشمہ رواں سیراب ہیں خورد و کلاں — لیکن میں اک ہوں نیم جاں خشکیدہ لب تشنہ دہن

رکھتے ہیں غیر اب سیم و زر ہیں مالک گنج و گہر — ہم پھر رہے ہیں دربدر محتاج ہیں اہل وطن

اردو پڑھی سردار ہیں ہر کام میں ہشیار ہیں — یاں فارسی سب بیکار ہی عربی تو ہی مشق کہن

جو لوگ ہیں ذی علم و جاہ قانون ہی دستگاہ — جنکی ہے کچھ حالت تباہ کیا جانتے ہیں علم و فن

حالت لکھی ہے سر بسر ہے آپکے پیش نظر — ہے عرض جو کچھ لو خدا گر دیکھیں یا سلطان دکن



غزل

واہ کیا طلعت دلکش ہے وساحر چتون — نازو انداز نرالے ہیں دو بالا جوبن

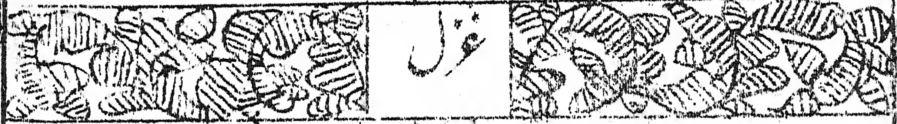
اچھی معمار فصاحت کا باندھے ہے مدفن — ناوک انداز ترے ہو دین جو چشم پرفن

قتل لاکھوں نکو کیا تو نے و لاکھوں کو اسیر — زلف و وتاثری سکار ہیں آنکھیں رہزن

دم گلگشت نظر گل سے ہوئی جو دو چار — تو طپانچوں سے اد اسکے ہوئی نیلی سوسن

جسقدر جی مین آئی تیرے ستانے ظالم / دن قیامت کے مرا ہاتھ ہے تیرا دامن

نوحہ گر موج تلاطم جوش زن بحر اشک / ماتم شمع سے ہین بپا ہی یہ بکا و شیون



غزل

کنارے ہوتی جاتی ہے نجات آہستہ آہستہ / بہی جاتی ہے کشتی حیات آہستہ آہستہ

نفس لہرین لیا کرتی ہے بحر نور و ظلمت مین / دو دریا سے گذرتی ہے ثبات آہستہ آہستہ

بچہ ملاح قضا سوے فنا کرتی ہے کشتی کو / کہان رہ رہ کے لئے جاتا ہے سات آہستہ آہستہ

خوشی ہے عمر رفتہ کی خبر اسکی نہین پاتی / کہ ہمکو کھینچ لیتی ہے ممات آہستہ آہستہ

اٹھی کس مصیبت سے ہوا حیرت کا دن آخر / کہ پھر سر پر چلی آتی ہے رات آہستہ آہستہ

جوانی ڈہل گئی شوخی شب پیری نے آگہیرا / ہمین اب لینے آتی ہے وفات آہستہ آہستہ

فنا کے دوش پر حسرت کا بہرا بالا پکڑ دیکھو / چلی جاتی ہے شمع کی برات آہستہ آہستہ



غزل

نعرہ جو کرون آہ دل پر ستم نکل جائے / گیتی کو تزلزل ہو فلک پیر ڈہل جائے

حسرت کا تقاضا ہے لب گور ہو جلدی سے / امید کا کہنا ہے کہ بیمار سنبھل جائے

شعلہ ہے ہیولیٰ کا ہے سراپا وہ بت ناز — سایہ جو پڑے شمع پہ فانوس میں جل جائے

سمجھا ہیں منا ہیں وہ کریں لاکھ خوشامد — گلگشت میں گلشن کے مرا دل جو بہل جائے

ای حور لقا دای تیری چہرۂ گلفام — لیلیٰ ترے مجنوں کو اگر دیکھ لے جل جائے

کس ان کی دعا مانگو نہیں کس رات کو رو ن — دن حشر کا ہے رات قیامت کی جو ٹل جائے

اوس شوخ سے کہدو کہ ہم شمع شہ آ لے — اوس ظلمت زیبا سے کہیں دل نہ پھسل جائے

تسنیم سے جو ہی شوریدہ سر طبیعت — شکر ہے غزل عرق ندامت میں وہ گل جائے

غزل

کیا بیان خود غرض سے آشنائی کیجئے — درد دل کی خود غرض سے کیا دوائی کیجئے

ای دل ناداں نہ مانے کچھ بھی تو نے عقل کی — اب جنوں میں آپ اپنے جگ ہنسائی کیجئے

دلربا دلبر وہ دل دلبر ہیں دونوں ہیں رقیب — وصل کس سے ہو بھلا کس سے جدائی کیجئے

بستۂ زنجیر الفت ہوں اسیر رنج و غم — سنگدل کے در پہ کیا خاک اب رسائی کیجئے

حسن دل آویز نے مجھکو کیا تیرا غلام — اب برائی کیجئے یا کچھ بھلائی کیجئے

افترا بندا اپنے باتیں جھوٹ کرتا ہے کیا — سکر اگر اچھا ہے اچھا بے وفائی کیجئے

تسنیمؔ یوں تو یہاں ایک کام بھی چلتا نہیں — ہاں مگر کچھ مشغلہ اور بیجائی کیجئے

غزل

ٹپکتے ہیں جو قطرے عرق کے گیسوئے جانان سے
گہر دیکھو برستے ہیں پیاپے ابر نیسان سے

جھکے ہیں چاہ پر دیوانے اوس آشوب دوران کے
عجب کیا جو نکل آئے غم اب چاہِ کنعان سے

شہیدِ خنجرِ ابرو کو دفنا چشم تر قد مین
سر مو شک جو ہو پوچھ اپنے خون آلودہ دامان سے

نظر بند آنکھ مین رکھ کے دو کالو نسے اٹھتے
نکل جاؤن سمٹ کر جسم ابھی ہستی کی زندان سے

ہوا کی دست و پائی کہ تھکے ہیں تیر و کاکل
پر نیچے دب کے ہوتے ہیں جہان زلف پریشان سے

ہوا لے کفر و شرک اب بہر گئے ہیں کالقد سیمین
خدا پالا نہ ڈالے شمس سے اوس بے دین و ایمان سے

غزل

تغیر ہے رخ دلبر غم آتش نہانی سے
شمع رو بن گیا ظالم میری اخگر فشانی سے

کیا ہر چند سینہ مین شرر آہ دل مخفی
زبان دہن نکلی آہ صد آلن ترانی سے

زیارت اوس مہ انجم کی سادہ رو نکرتا دل
گہر بن رخ نگاری کو وہ نکلا اشکرانے سے

تمہاری عشرت ہر شب کے بدلے کے فلک
وہ گردان گردشِ ساغر سے مین ور آسمانی سے

نہو گا ناتوان مجھ سا جہان مین اک دل بسمل
نہ چھیڑ کا خنجر بران چلے جانکے گرانی سے

مجھے وہ جان بلب بھی کچھ بولے کیوں نہیں مرتے
بھرے طعنے ہم سنا کرتے ہین اپنی سخت جانی سے

مرقع حسن کا ایسا ہوا ہی بحر مین زیبا
تحیر سے نقش نقش ورنگ و ہم بہزاد و مانی سے

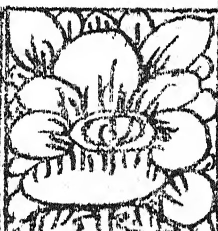
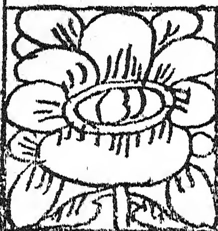
سنو شمسی بھلا اپنی مجھین کیون خود ستائی ہی
خلل آیا ردی مین قافیہ کی تنگ دامانی سے

مسدس در بیان معراج خواجہ سرور دو عالم اشرف الانبیا فخر آدم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

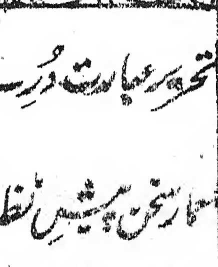
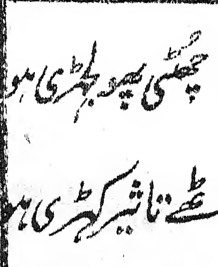
ای خامۂ اعجاز کچھ اعجاز دکھا دے
اے منشئ الفاظ کوئی ساز سنا دے
ای لعبتِ مضمون کچھ انداز بتا دے
اے جوشِ طبیعت مجھے ممتاز بنا دے
تقریر فصاحت و نزاکت سے بھری ہو
تحریر نہیں اگرچہ تو صورت مین پری ہو

کھنچ جائے وہ نقشہ کہ ہو مانی کو تحیر
در دل آئے وہ مضمون کہ ہو ہر دل کو تحسر
الفاظ مین معنی ہون وہ معنی مین تقریر
ہو غیر کے پرتو سے طبیعت کو تنفر
جو کچھ کہ کہون خاطرِ دلگیر سے نکلے
جانکاہ ہے و دل سوز ہو و تدبیر سے نکلے

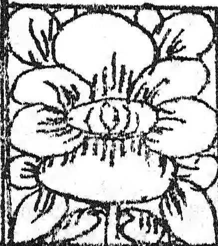
تصویر ہی مرقع کہ ہو بہزاد بھی ششدر | گلدستۂ مضمون سے دل جان ہو معطر
ہر سطر میں ہو لکھۂ زلف معنبر | ہر حرف درخشندہ ہو مثل مہ انور

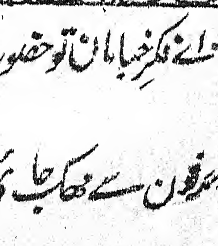
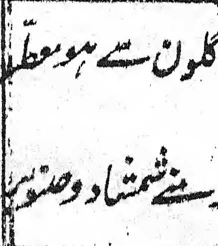
تقریر ہے جسے سنکے خوشی پیر و جوان ہون
حیرت میں یکین ہو دین تو سکتے میں مکان ہون

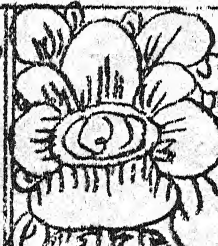
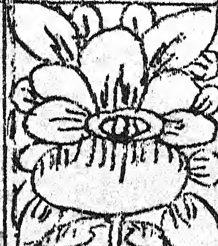
تحریر عبارت درِ معنے کی لڑی ہے | تقریر سلاست کی چھٹی پھول جھڑی ہو
گلزار سخن پیش نظر نیک گھڑی ہے | جب ہاتھ دعا کا اٹھے تاثیر کھڑی ہو

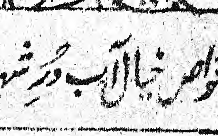
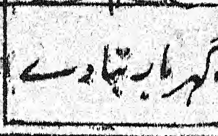
اے دردِ سخن سوز ہو پتھر کے جگر مین
آنسو بہین دریا مین تو اخگر اڑین بر مین

اے فکرِ خیابان تو حضور میں ہو حاضر | ہر بار سخن تازہ گلون سے ہو معطر
سر یون سے ہکا جاب تو بو سے نافۂ اذفر | مستی میں ہن لگین جہومنے شمشاد و صنوبر

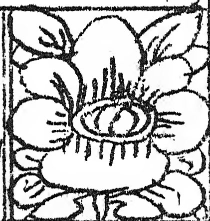



وہ نخل لگا دے تو گلستان جہان مین
پھل جسکا غزا بخشے مجھے باغ جنان مین

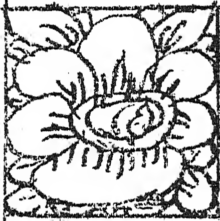
غواص خیال آب درِ شہوار دکھا دے | نیرنگ سخن ملک گہر بار بتا دے

اجناس سخن کا سر بازار لگا دے — سنجیدہ و عاقل کو خریدار بنا دے



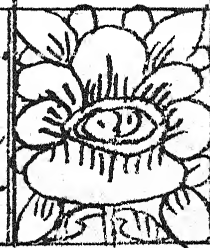
حرفوں کے صفین باندھ مضامین کے پرے باندھ

الماس و گہر باندھ جو کچھ باندھ کھرے باندھ



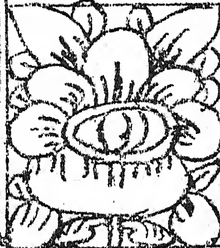
داد انفِ اسرار طبیعت مین ہو جدت — لفظون مین رعایت ہو تو مضمون مین نزاکت

ل پھسلے بیان پر وہ زبان مین ہو سلاست — بندش مین درستی ہو عطا کر وہ مہارت



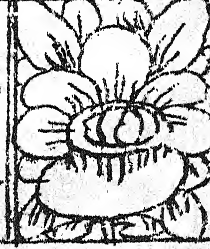
تقریر کہ محو اُس سے ہر اک فرد بشر ہو

سکتے مین خبر ہووے کسی کی نہ کسی کو



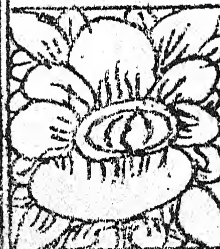
کیا حال ہے تمہیں کچھ جی کیا دل مین ٹھنی ہے — وصف نبی زبان سے ارے یہ کیا سینہ زنی ہے

کیون جامے سے باہر ہوئے یہ کیا گفتنی ہے — اے زور طبیعت یہ تری بے سخنی ہے



پتا جو کھڑکتا ہے وہی جلد جھڑے گا

جب گل کھلے گل چین کا وہین ہاتھ پڑیگا



حاجت نہین افشان کی کبھی زہرہ جبین کو — مشاطہ نہین چاہیے کبھی روئے حسین کو

زربفت نہ درکار کبھی ساق سیمین کو — پروا نہ تجلی کی سلیمان کی نگین کو

پھول اس کو نہیں کہتے کہ مہکے نہ دکانے
اظہار ہو خوشبو کا پھولا رے کی زبان سے

موصوف وہی ہے کہ صفت اس سے ہو موصوف
موصوف کے افعال صفت سے ہیں معطوف

عاشق اسی کہتے ہیں کہ الفت سے ہو مالوف
ورنہ یہ مثل سب ہیں سبھی مشہور و معروف

ماں بچے کو اپنے کبھی بھولا نہیں سکتی
دولت بھی وہی کو کبھی گھٹا نہیں سکتی

توصیف کی جائے جو موصوف کے برو
موصوف بخل اس کا ہے اوصاف ہیں بدبو

محمل خوشامد سے اسے کرتے ہیں خوشخو
اکثر یہ لکھا کرتے ہیں موصوف و صفت کو

اک تیر خطا لگتا ہے سو فار دہان سے
سنتا جو بلیغ آپ کو غیروں کی زبان سے

سنجیدہ مزاج ان کو نہیں کہتے ہیں عاقل
جو داد سخن چاہتے ہیں بر سر محفل

اظہار کیا کرتے ہیں بیجا جو مشاغل | مونھ دیکھے سو تعریف نہ [illegible]

غفلت میں ہے وصف سمجھتے ہیں وہ ذم ہے
آپ اپنی مذمت کی حماقت یہ کیا کم ہے

انسان وہی ہے کہ سر عجز جھکائے | دلدار وہی کہ خودی خود سے ہٹائے
عاقل وہ دماغ اوس میں تکبر نہ سمائے | کامل وہ سخن سنج کہ توصیف بچائے

حاجت نہیں کہنے کی بھلا ہے یا برا ہے
پرکھیگا ملے سے جو ہریا جوہر جو کھرا ہے

جو عقل و شرافت ہو تکبر سے ہو مفقود | اس سے ہے شر ابلیس کو ملعون ہوا مردود
اس سے ہی تو خاک میں شداد و نمرود | کی ایک تو بات اسنے ہے فرعون نا مسدود

برباد کیا تکبر نے کیا ان کو بھلا اسنے
کیا کیا نہ کیا کام جہان میں برا اسنے

فرمان اس ارشاد کے کی خوب نصیحت | آپ اپنی صفت کرتے ہیں جو شخص کی مذمت
گر یوں نہ کہو گے تو کھلے کیسے سفاہت | گر لاکھ چھپاؤ گے چھپیگی نہ [illegible]

انگشت نما آپ ہی انگشت نما ہے
دکھلائے جو دیکھو تو کہو گے کہ بجا ہے

بس نقش مطالب کہو باتیں نہ بناؤ
بہلاؤ نہ باتوں میں حسب ٹال نہ جاؤ
یہ جیسے حوالے کسی بچے کو سکھاؤ
وعدے کے مطابق وہی تقریر سناؤ

تقریر سے سنکے غشی پیر و جوان ہوں
حیرت میں کہیں ہو وہیں تو سکتے میں مکان ہوں

دلچسپ عبارت تو بتاؤ کہ کہاں ہے
تقریر دل آویز ہے نہ سحر بیان ہے
جو کچھ کہ یہاں لکھا ہے وہ سب پہ عیاں ہے
جو چاہیں لکھیں آپ کہ پاس اپنے زبان ہے

پاتے ہیں جو بناتے ہیں وہ کام آتے ہیں کم
بادل کہ گرجتا ہے برستا نہیں اکثر

خوشتر ترے خیالات سے لڑتی ہے طبیعت
مطلب سے مضامین سے جھگڑتی رہی طبیعت
انکار میں بن بن کے بگڑتی ہے طبیعت
تب جال میں شہباز سے پڑتی ہے طبیعت

منزل ہے کڑی سو پہنچ سکے اس راہ میں قدم رکھ

ہان خوب سمجھکر سر قرطاس قلم رکھ

ہان بحر طبیعت کر ہو معراج سخن کی — اٹھ جائے اسی بحر سے امواج سخن کی

صف بستہ کھڑی ہون ابھی افواج سخن کی — بالائے فلک پہونچے صدا آج سخن کی

وہ چہچہے نغمہ کہ ہو غل صلِ علےٰ کا

سیارۂ فلک آج ہے مجذوب خدا کا

مغرب کے پہاڑون مین چھپا نیر اعظم — ہنگامہ شیاطین کا ہوا درہم و برہم

ہوتے ہین ملایک کے گروہ دیر بہ فراہم — بالائے فلک جاتے ہین مختار دو عالم

پردہ نہ رہا بیم کا احمد و احد مین

پہونچا نہ نبی کوئی اس گرد کی حد مین

ایک جا درِ ظلمت مین جہان لیٹی تھی اوس آن — اور دامن غفلت مین ہر یک جسم تھا پنہان

دانا تھے محو خواب تو بدخواب تھے نادان — جنات تھے بیدار نہ انسان تھے نہ حیوان

ظلمت مین اجالا تھا قمر تھا نہ جلا تھی

منہ تکتے تھے اوس شب کا قمر ماہ لقا بھی

اکبار رات سہانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
احمق یا دیوانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

اپنے سے بیگانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
واللہ وہ سیانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

رحمت کا وسیلہ تھی شفاعت کا سبب تھی
شب گشت اوسی شب مین تھی سلطان عرب کی

عالم پہ جو ظلمت تھی وہ تھا پردہ اخفا
عادل ہو عمر شرم مین عثمان ہو یکتا

جھوٹا ہوا بو جہل تو صدیق ہو سچا
قیاس تھی ابن علی سب پہ شہید ا

ان صدق کہین عدل کہین شرم بٹی تھی
کیا نقد رقم محک مقدر مین پٹی تھی

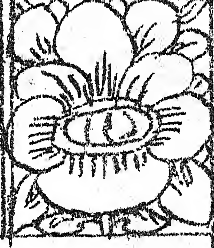
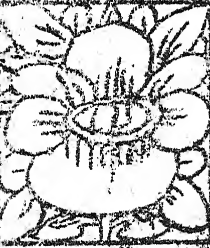
ہجرت مین لا ثانی سخاوت مین تھی یکتا
سلطان دو عالم تھے پہ غربت مین تھے یکتا

بے مثل ولایت مین شرافت مین تھی یکتا
بس چلنے پہ مظلوم شہادت مین تھے یکتا

بھوکے تھے پیاسے تھے گرفتار بلا تھے
امت کے شفیع اور تہ تیغ جفا تھے

بر حرف شکایت تہ زبان پر کبھی آیا
گھر بار لٹا اور غم فرزند بھی کھایا

اف تک نکہا سر کو جو خنجر سے کٹایا | ہاں یہ تو کہا بخش دے امت کو خدایا

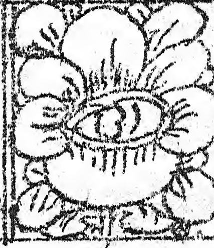
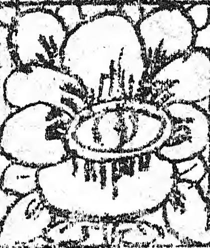



اوسکی یہ رعایت نہ جسے پاس ادب ہے

ہم بغض و حسد سے کریں منسوب غضب ہے

عالم تو تھی تاریک پر افلاک تھے پر نور | ظلمت تھی گھری یاں تو وہاں نور تھا معمور

اک خانۂ نیرنگ میں دو رنگ تھے مستور | دنیا میں شب قدر تھی بالائے فلک حور

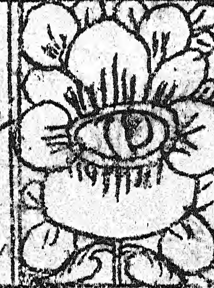
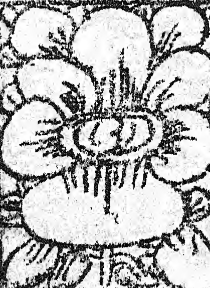



محبوب و محب شب میں وہاں بیٹھے تھے

بالائے فلک یاں مہ و خورشید ملے تھے

کیا قدرت خالق تھی کہ دن رات تھے اک جا | اللہ رے شکوہ کہ وہ مہ سات تھے اک جا

کیا عجب تھا کہ نور و ظلمات تھے اک جا | ٹک غور کرو کہ نفی اثبات تھے اک جا

ملنے سے شب و روز کے دن سات گھٹے تھے

رؤیت سے مہ نو کے مہینے دو کٹے تھے

کیا حکمت غیب تھے اور شان الٰہی | اک قطرۂ رحمت میں تھی غرقاب خدائی

اک دن تھا کہ ابلیس نے پائی نہ رہائی | فخر دو عالم ہوئے اک رات دو آئی

اوس شب مین بلا وا جو تھا وعلین سبب تھا
رحمت تھی وہان شب مین یہان ذہن غضب تھا

بیدار ہوے خواب سے جب سرور عالم
اک نور دیکھا فرش سے تا عرش معظم
انوار وہ اسرار جلو ریز تھے باہم
جبرئیل امین نے بادب عرض کی اوسدم

سرکار ہمین آج آپ کے آمد کی خبر ہے
حقا کہ تو محبوب کا منظور نظر ہے

فردہ پہنا کے رسول دوسرا کو
پہنائی عبا نور کی خورشید لقا کو
پھر براق مجسم بٹھایا جو شہا کو
غل تھا کہ لو فانی سے چلے دار بقا کو

جلسہ مین ملایک کے سواری تھی نبیؐ کی
یہ شوکت و حشمت نہ سلیمان کو ملی تھی

انسان کی صورت تھی وہ حیوان کا پیکر
اشتر کی سی گردن تھی تو قامت مین تھا خچر
جون برق خرامان تھا جو ہے پر کے وہ شہپر
تکتی تھی ہوا اوسکو دم سرد بھر بھر کر

نسبت تھی اسے برق سے نہ باد و قمر سے

آگے بڑھے رہنا تھا کلیں کو س نظر کے

اک ہین جو اعجاز تو مرکب مین کرشمہ
یہ بحر رسالت تو ہدایت کا وہ چشمہ

یہ حجت خالق تو نبوت کا وہ شمہ
تو عوت کی ادا اسنے بجا لایا وہ ذمہ

جو اک وہ مرکب سے عیان جلوہ گری تھی
ظاہر تھا کہ قبضے ہین سلیمان کے پری تھی

اس شوکت و حشمت سے چلی جب کہ سواری
غل تھا یہ حرم مین کہ چلی باد بہاری

اقصی مین پکارا تھا کہ ہین حجت باری
سر چشمہ مذاہب کے ہوئے اس سے جاری

خالق کے سوا تھا نہ پتا ارض و سما کا
اوسوقت بنا نور رسول دو سرا کا

واحد کا یہ سایہ ہے خلف فخر سلف ہے
موسیٰ کا یہ سر تاج ہے عیسیٰ کا شرف ہے

قرآن ہے گواہ مصحف ناطق کا خلف ہے
یہ ایک ہے آمد کی خبر چار طرف ہے

آدم تھے ابھی طین مین اور آپ نبی تھے
طرفہ کہ پسر تھا نہیں جب باپ نبی تھے

مسجود ملایک اگر انسان تھا تو یہ تھا | جو شوکت و حشمت میں سلیمان تھا تو یہ تھا
گر نوح کی کشتی کا نگہبان تھا تو یہ تھا | یوسف کے اگر حسن میں پنہان تھا تو یہ تھا

ہر عہد میں جو رتبہ معراج بڑھا ہے
خاکی بھی بنا تو سر افلاک چڑھا ہے

گر حرف دوئی شان الٰہی میں نہیں ہے | اس ساجھی کوئی سارے خدائی میں نہیں ہے
واحد سمجھے کہ دو وصل و جدائی میں نہیں ہے | مذکور یہ داؤد و نسائی میں نہیں ہے

برسوں کی عبادت میں فقط ایک ہی سے تھے
یاں رات میں مرکز و محیط ایک ہی سے تھے

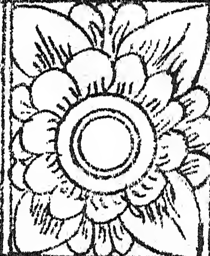
واں خالق کونین یہاں سید لولاک | واں پانچ اولوالعزم یہاں پنجتن پاک
واں چار مقرب تو یہاں صاحب ادراک | محکوم وہ خالق کے اطاعت میں ہیں چالاک

کیا فرق بجز میم ہے احمد و احد میں
یہ میم ہے تسلیم ہے احمد و احد میں

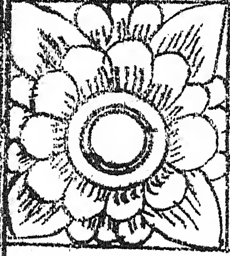
حمید الدین

اقصیٰ میں جو پہنچا وہ شہنشاہ سرافراز | روحوں نے کیا آن کے اکرام و اعزاز

پھر جانب افلاک جو رف رف نے کی پرواز
تھا ہر شبہا کہ گنجشک سے لئے جاتی ہے شہباز

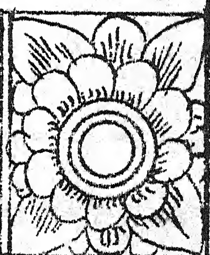


ہمت نے وہاں دامن لولاک پکڑ لی
جبریل نے بھی خوف سے فتراک پکڑ لی

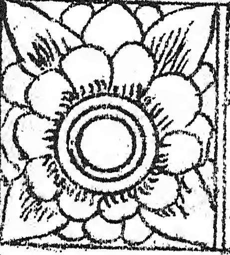


ہر گام پہ سبقت تھی اسے پیک صبا سے
تندی میں بڑھا ہوا تھا وہ صرصر ہوا سے

وہ تیز اڑا جاتا تھا شمشیر دعا سے
معراج میں بالا رہا وہ فضل خدا سے

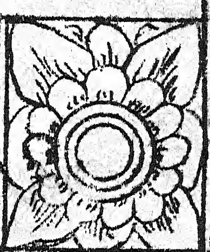


شب دیز کہیں برق کہیں اور کہیں باد
ہر جائے نیا رنگ بدلتا تھا پری زاد

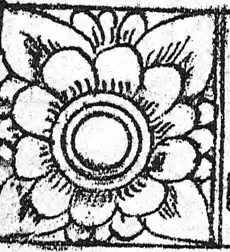


وہ خاک سے گذرا پہ اسے گرد نہ پہنچی
وہ باد سے گذرا پہ ہوا سر و نہ پہنچی

وہ آب سے گذرا پہ اسے تر و نہ پہنچی
وہ نار سے گذرا اسے لو ذرہ نہ پہنچی



راکب جو جہاں میں شہ اعلیٰ ہوا تھا
ہر کرہ میں مرکب سرانواع ہوا تھا



کیا حکم لگاؤں کہ وہ ہیں اذن سے خالی
ہر دو ہیں مقابل میں صوری کے مثالی

پہنچے نہ وہاں اسپ تصور و خیالی
راکب جو جلالی ہے تو مرکب ہے جمالی

کیا کسب کرے فکر وہ سیار فلک کے
حالانکہ سمجھا ہوش نہیں جن و ملک کے

حیران ہوں میں کہوں کیا کہ نہ تشبیہ نہ تطبیق
نہ صاحب احکام ہوں نہ منکر تصدیق
سر گرم حقیقت میں ہوں ہوتی نہیں تحقیق
آسان تو کھلا بعد بہت غور و تعمیق

عالم جو محدث ہے وہ صنعت ہی خدا کی
معراج ہے تصدیق رسول دوسرا کی

مدرک نہیں ادراک میں وہ صاحب اوصاف
محسوس مگر صورت آئینہ شفاف
منقول میں مبہم ہے تمیز اسکی نہیں صاف
مدرک نہیں معقول کہ اسکو کرے اصناف

ہستی میں ہے معقول کہ معراج نبی میں
سکان سموات کا یاں ذہن غبی ہے

کیا نفس مجرد سے تکمیل قصور
کیا خاک کرے ذہن یہاں صدق تصور
کیا نسبت سکین و کیا قطع و تاثر
حسرت رہی حکما کو محقق کو تحیر

وحدت میں نہ باقی تھی حصولی و حضوری

یاں رات میں اک ہو گئی کسبی صدری

کیا فکر رسا کر سکے مجہول کی تحصیل
تسکین متصور نہ معقول کو تفصیل

جب اہل نظر نے کی معروف کی تکمیل
جب غور سے دیکھا تو ترادف ہے نہ تفصیل

یاں غور مکاں پر کہ مکیں ہے یا نہیں ہے
اِلّا کے سوا اور نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

کیا نقل مطالب میں کرے ذہن مبادی
موضوع نہ محمول نہ جزئی نہ مساوی

ما فوق تعقل ہیں اوامر و نواہی
امکان بشر پائے کب اسرار الٰہی

مانا یہ کہ خورشید سے پر نور قمر ہے
کیوں مہر منور ہے کچھ اسکی بھی خبر ہے

ہاں حضرتِ منطق کہو قانون کے آئے
مشفق نہیں کام اسے یہاں پہ یہ رسا

دکھلاؤ تو معقول کے حیلے حوالے
آئینۂ خاطر سے کدورت جو نکالے

تصحیح کرے خاک کہ وہ آپ غلط ہے
بیڑا کسکو مدد دیگی کہ طوفان میں ہی بط ہے

جب یا امر بغیر تمنا ہی ہے مسلسل — کیا الف مولف ہو موشح و مدلل

کیا جوہر ذاتی کرے جوہر سے مکمل — منطق نہ سکھے جسکو شرح مفصل

جو دور و تسلسل ہے وہ کیا نقل نہیں ہے

منطق مین مگر نام کو بھی عقل نہیں ہے

اجزائی کثیرہ کو جو منطق نے دی ترتیب — دعوی یہ کیا تھا کہ صحیح اسکی ہے ترکیب

تقریب حرام اس کو کہا اور ہے تہذیب — یاں شب مین ہوئی طالب مطلوب مین تقریب

معلوم و معارض تو تہ خاک پڑے تھے

اب مونھ نہیں آتے تھے بہت مونھ جو چڑھے تھے

منطق سے عداوت کا جو پیمانہ تھا لبریز — معقول پہ چلتا تھا براہین کا شبدیز

مسئلہ تہا مضامین کا طبیعت کی تھی مہمیز — یہ دیکھ کے منطق نے بھی کی سیف سنان تیز

نعرہ یہ کیا عرصۂ حجت مین کہ خاموش

کیا مغز خراشی ہے اور احسان فراموش

تجھسا بھی جہاں مین نہ ملیگا کوئی بے پیر — جو محسن و مشفق کو ہی کھینچے تہ شمشیر

ہیں منشی کہاں کی سنجے تالیف و تقریر — تصدیق کے امثال تصور کے تصاویر

ہیں سنتے تو بھلائی کی وے لیتے نو دغا کی
ہاں سخت خطا کی جو کہ محسن پہ جفا کی۔

خالق کو کہا ہیں نے بھی ستار و غفار
وہ مظہر فیوض دو عالم کا ہے مختار

تسلیم کیا نبوت کی جناب شہ ابرار
مردود و ملحد ہے جو اس سے کرے انکار

کیا حدس ہیں سب پچھ یہ لکھا صاف نہیں ہے
مشکل یہ کہ تم لوگوں ہیں انصاف نہیں ہے

ہاں ممکن و واجب ہیں کیا کس نے ہے تفریق
کس حجت قاطع سے ہے معراجکی تصدیق

اور کس نے دیا مظہر اعجاز سے تطبیق
کس چیز نے کی مذہب اسلام کی تحقیق

منطق کو جو کہتے ہیں رہ راست سے بھٹکی
عقل اُن کو چھوی اور نہ کبھی پاس پھٹکی

گو جمع وہاں پر تھے مخالف کے صدہا جوق
وہ کون تھا تسلیم کا پہنایا انہیں طوق

تقریر منافق کی سی کرتے تھے بصد شوق
سب نے لکھا امکان بشر سے یہ ہی مافوق

علامہ کسی سے بھی وہ کب بند ہوئے تھے
ہاں مہر تعقل سے تو لب بند ہوئے تھے

ثابت قدم اُس جا پہ رہا پائے تعقل
عابد کو نہ ذرا تھا عبادت میں تساہل
الحاد کا تھا شور عقاید میں تزلزل
صف آرا منافق تھے بشوکت و تجمل

اُس عہد پر آشوب میں حملہ تھا عجم کا
تائید خدا کی تھی و منطق کا قلم تھا

واں سیف زبانی تھی یہاں رطب اللسانی
واں بغض نہانی تھا یہاں لطف سبحانی
واں جان فشانی تھی یہاں عذب بیانی
ظاہر میں وہ فانی تھے تقدیر غرض معانی

معقول کی عزت فقط اس سے ہی بڑھی ہے
مذہب کی سپر ہو کے وہ لاکھوں سے لڑی ہے

گر آپ کو شک ہے جو کہ منطق نے کی تالیف
تحریر یہ اسحاق کی حنین کی تصنیف
منطق کو اٹھا دیکھئے تھوڑی سی ہے تکلیف
ان لوگوں نے منطق کی تہ دل سے کی توصیف

یوں لکھتے ہیں وہ سب کے منطق کا حوالہ

منطق کے دلایل نے ہی گمرہونکو ٹھکانا لا

منطق نے کی اسلام کی ہر وقت حمایت
امداد محقق کی علما کی نیابت
ہمیشہ سمجھونکی باتین سنی جھوٹی شبہت
آخر یہ کہ کی شرک قدما کی رفاقت

جنکے لیے رفقا سے کیا ہین نے کنارہ
وہ سیف زبان دل سے کیے دیتے ہین دوپارہ

کافر کوئی کہتا ہے کوئی کافر مطلق
باطل کوئی کہتا ہے وہ ملحد کوئی ناحق
بے پیر کوئی کہتا ہے کوئی میرے مشفق
وہ سیف زبانی کہ دل تیغ و سنان شق

سہوا ابھی ہوا کوئی جو منطق کا خریدار
تو رسوا اسے کرتے ہین ملا سر بازار

عاقل ہو تو کہیو نہ عداوت کی کبھی سیف
جاہل ہی سہی آپکا خادم ہے بہر کیف
ترجیح بہر کیف ہے سرا کو علی الضعیف
جو دوست و دشمن کو نہ پہچانے تو صد حیف

محسن جو ہوا اپنا برا اس کو کہہ نہین سکتے
اچھا جسے کہتے ہین برا پھر نہین کہتے

نہ ہے سخن کی مجال نے ہے یارائے تفہیم
نہ ہے نفس کی تحقیق کی نہ فوق کی ترمیم

نہ فصل کو سمجھا ہے نہ شہود و تسلیم
یہ مطلق و ناطق ہیں کی کچھ فکر و تفہیم

بچے ہیں وہ مطلق کہ ہے درس جو باشد مکتب
اطفال مسافر ہیں نہیں فریاد سے فریاد

دیکھے نہ صدف ایک گہر زادہ ہیں
تیشہ نہ لیا ہاتھ میں فرہاد بنے ہیں

خود دام الم ہیں وہ صیاد بنے ہیں
آتا تو نہیں کچھ مگر استاد بنے ہیں

شمشیر زنی دیکھی نہ چھوٹی کبھی تکبیر
قبضہ میں نہیں قبضہ مگر نام جہانگیر

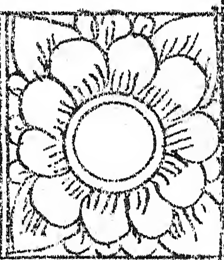
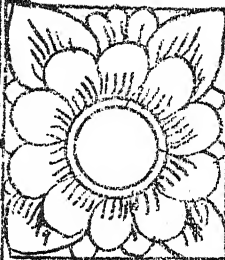
خاموش بس اے رہبر پیران ریاکار
کیا نقش زنی ہے یہ خبردار خبردار

کلمات مزخرف یہ نہیں تجھکو سزاوار
یہ پھر طرف لسان فاعتبروا یا اولی الابصار

اے پیر مزخرف رہ کج فہم و مدہوش
کہتا ہے بچے طفلک و احسان فراموش

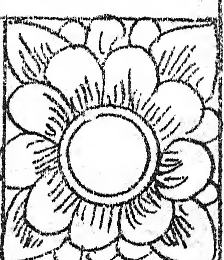
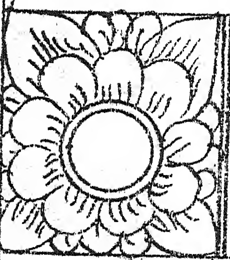
وہ بچہ ہیں جنھے دیکھ کے دانا ہو دیوانہ
ہو تیر نظر کا دل دلدار نشانہ

انہیں سمجھاؤں دلِ احمق وہ اتا
ہنس ہنس کے شیشہ میں اتار ولیں ستیا

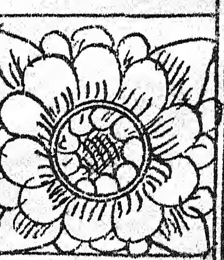
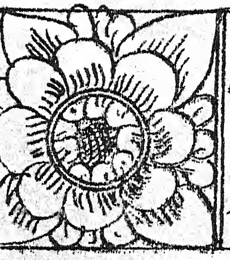
بے ہوش سبھی پہ خلف مظہر حق ہے
سچ تو ہے بڑھوں کو گمراہوں سے تعلق ہے

ہر محفل و مجلس میں جو ہو صاحب اعزاز
اپنے وہ بیگانے کو کیا جس نے سرفراز
حیرت کہ مدد دیوے تری طبع رسا ساز
کیا صدق شعاری ہے بٹھا کر پہ پیرِ عقل باز

خواہانِ مدد تو ترا استاد ہوا ہے
اسلام کہیں طالب امداد ہوا ہے

جب سرحد اسلام میں پہنچا قدم شوم
دہری کی بن آئی و ملاحد کی ہوئی دھوم
ظاہر میں وہ تھے موحد اسلام سے موسوم
در پردہ یہ کوشش تھے کہ اسلام ہو معدوم

ہنس ہنس کے اڑاتے تھے وہ اور پوچھتے رو کے
اسلام کے پیچھے تھے پڑے ہاتھ وہ دھو کے

جب راسخ الایمان اٹھے باغ جہان سے
مرجھانے لگا گلشن توحید خزان سے
جو نخل تھے تو خیز کٹے سیف زبان سے
کملا گئے سب غنچہ و گل سحر بیان سے

کعبہ مین کہنچا تفقہ تز تفسیر جبین پر
کندہ کیا الحاد کو ہستی کے نگین پر

اسلام نے دیکہا کہ ہے ہین دشمن سفاک
ہے چار طرف دور حریفان تہ افلاک
بے بس جو معاون تھے وہ ہین خاک تہ خاک
جو ضرب حکومت مین تھے وہ ہو گئے بیباک

ناچار رکھی پیش نظر رزم و بزم کی
شمشیر رگ حجت قاطع بھی علم کی

آلایش منطق سے مسائل کو کیا پاک
ہر شخص لگا کہنے کہ ہے کون ہے سفاک
اب شکل دکھی پردہ مبہم جو ہوا چاک
جو غور سے دیکہا تو وہ مشفق ہین بڑے کہ

دنیا مین تو اس سا کوئی آزاد نہ ہوگا
ہے بکر نوا بلبل کی بھی یاد نہ ہوگا۔

پیرایۂ الفت مین خصومت کی غضب ہے
کیا کچھ خلل انداز شرارت کی غضب ہے
در پردہ جو آتا ہے عداوت کی غضب ہے
ناحق کہ جو توہین و حقارت کی غضب ہے

گر فضل خدا شامل ہر کام نہ ہوتا

اسلام کا دنیا میں سرانجام نہ ہونا

اس بیپر پا کار سے اللہ پناہ دے
اس ظالم و غدار سے اللہ پناہ دے

اس رہبر مکار سے اللہ پناہ دے
اس مرتد و غدار سے اللہ پناہ دے

اللہ نہ دکھائے کہ ہے نسناس کی صورت
بھکا یا ذوی الفہم کو خناس کی صورت

محجوب ہوا پردہ حاجب جو ہوا دور
اب آنکھ کھلی جاتا رہا آنکھ سے جب نور

کروٹ لی جراحت کے ہوا جب کہ بدن چور
اب ہوش میں آئے کہ بنا زخم کا ناسور

جب سہم تکلم نے کیا چھلنی بدن کو
اب نزع میں پہنچے ہیں کہیں منزل سخن کو

متعارض دلائل سے تو پاربینہ ہیں اوراق
اور قالب مضمون کی لطافت بھی ہوئی طاق

منطق سے بچھڑتے ہیں سبھی سست و شفاق
کہ ٹوٹ گیا طلسم یونان و اشراق

ہے پاس کہ دفتر ہیں پھٹے نظم و نسق کے
باطل جو ہیں منکوب ہیں دریاوچ ہیں حق کے

جو بندۂ احسان تھے سودہ ہو گئی مجنون
آوارہ ہوا اسحاق تو دیوانہ ہے مامون

آزاد ہوے دام ورد مین جو تھے مرہون
مجمع تھا پراگندہ ہوا صورت مضمون

یاور ہے کوئی اور نہ کوئی پشت پناہ ہے
جس گھر سے بنا علم عمل کی تھی تباہ ہے

جو پاس ہے منطق کو کہ چہرہ ہی ہوا زرد
ہاتھون سے جگر تھام کے روتا ہے وہ ہمدرد

اور سو فلک دیکھ کے بھرتا ہے دم سرد
وہ بین کہ نالان ہین پس پردہ زن و مرد

جو تخم کہ بوئیگا وہی پائے گا ہر بار
جو بات کہ حق ہے وہ ہے خاطر پہ گران بار

ہم سمجھے کہ معقول کوئی دم کا ہے مہمان
تجہیز و تکفین کا مہیا کرو سامان

مامون و معقول دو قالب ہین تو اک جان
مامون کا اُدھر دم چلا اور اس کی ادھر جان

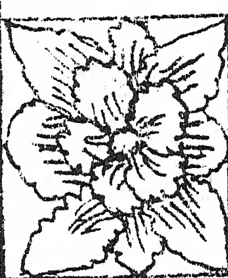
اسکا جو یہ پالا ہے تو اوس کا وہ نوازا
نکلیگا پس و پیش ہی دونون کا جنازا

لیکن ابھی تو زندہ ہے مگر یار کو مارا
اس کافر مطلق نے تو دیندار کو مارا

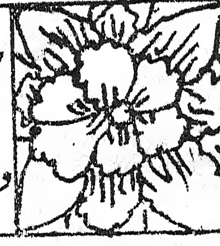
اس پیر نے تو صاحب تلوار کو مارا — اِس باغی شریر نے شہ ابرار کو مارا



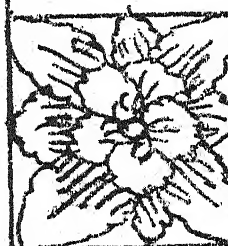
مامون ہو نہ تخت ہے نہ تاج و علم ہے
اسلام مین موجود ابھی شوم قدم ہے



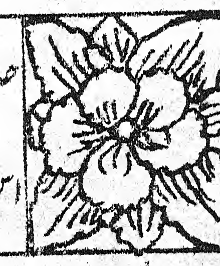
حالت یہ تھی تو نے بھی ہے پیر دغل باز — اسلام کا انجام و الحاد کا آغاز
کنجشک سو کنجشک ہے شہباز سو شہباز — خالق نے کیا پست کسی کسکو سرافراز



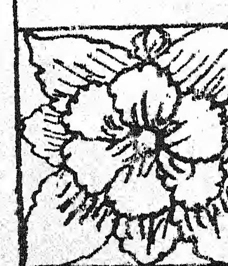
جاتی ہے صدا کوس ظفر کسکے گئی کوس
وہ کون ہے ملتا جو ہے ہر دم کف افسوس



ہر طعنِ سنان سی کھلا منطق کا ہر اک بند — یہ غیظ و غضب دیکھ کر منطق کا تھا دم بند
اب عرصۂ حجت مین نہ جیدل تھا نہ دربند — چھپتے تھے پس پشت سپر سیف سرافگن



حالت تھی دگرگون مگر اپنی کو سنبھالا
اس پیر نے چپ چپٹ سے پاؤن نکالا



بہ تلخ زبان مجھ سے کہا باقر اے پیر — خواہی نخواہی جو تو ہوتا ہے گلوگیر
کیا میری خطا ہے وہ ہوئی کونسی تقصیر — کب مین نے ملا احد سے کی تحریک و تحریر

حامی ہر سے کیا صاحب ایمان نہیں ہوتے
باہون د اسحاق مسلمان نہیں ہوتے

بیٹے پسر کے اڑانیکی یہ عادت پڑی کب سے
لوگون کو چڑھانے کی یہ عادت پڑی کب سے

دو باتین جڑانے کی یہ عادت پڑی کب سے
آپس مین لڑائی کی یہ عادت پڑی کب سے

کیا فتنہ طبیعت ہو شر انگیز و شر بار
باتو نہین لڑا دیتی ہو دونین کو ہر بار

اے طفلِ جفاکار ذرا خوفِ خدا کر
اے سنگ دلِ دل آزار ذرا خوفِ خدا کر

اے حیا بر و مکار ذرا خوفِ خدا کر
اے ظالم و غدار ذرا خوفِ خدا کر

انسان جو بے شر ہو وہی نیک ہے مشفق
لاکھون مین کروڑون مین وہی ایک ہے مشفق

گر عہدِ گذشتہ کی یہ کرتے ہو شکایت
معقول کے پڑھنے سے ہین سب اُنکی ہی شرارت

منطق کو نہ اسلام سے کچھ بھی تھی خصومت
جن لوگون کو اسلام سے قلبی تھی عداوت

سمجھے نہ عبارت گو کہ وہ اہل زبان تھے

خارج ہیں کیا غرور وہ لازم ہیں نہاں تھے

مقفول شمسی تھی ہجمِ دست وگریبان
کٹتا تھا سخن سیفِ بلاغت سے ہر آن

حلقوں میں سے کوشش تھی کوئی ایک بھی بیجان
ہر طعن سنان کرتی تھی بندش کو پریشان

شمشیرِ رگِ حجتِ قاطع جو عسلم تھی
بس صورتِ حجت جو وہاں پہنچی قلم تھی

وہ سیف زبان کرتے تھے ہر پہلو سے چلا
جب کہہ بیت سخن پڑھتے تھے ہو جاتا تھا کھلا

پیکان تکلم کا برس جاتا تھا جھلا
مشغول حرب میں تھے وہ بس کلمہ کلاب سکلا

ہر اک کو یہ فکر کہ اس کو کرو مغلوب
تھا زمیں ہوں چار میں یہ سب ہیں ہمہ محجوب

دوران تقریر میں پلٹ جاتے تھے شبدیز
جب طعن کیا بڑھ کے تو ہٹ جاتے تھے شبدیز

حجت کی کھینچی باگ الٹ جاتے تھے شبدیز
چل جاتی تھی جب سیف تو کٹ جاتے تھے شبدیز

وہ سیف زبانی کہ چھپی امن لپس قاف
بے سر تھے پڑے حرفوں کے مضمونکی صفیں صاف

نخچیر تھم کے لپٹ جاتے تھے خونریز خیالات	رگ رگ کے چمٹ جاتے تھے خونریز خیالات
رہ رہ کے جھپٹ جاتے تھے خونریز خیالات	[illegible] کے لپٹ جاتے تھے خونریز خیالات

تھے چونکا سے ہوئے وہ سانپ لگے تھے
یہ خوف ہوا سب کو کہ موذی ڈہانپ لگے تھے

لڑتے تھے معتنان سخن میں کہ ہر وہ شہیر	اس عزم و بالجبر سے ہوتی تھی الٹ پھیر
ہر پنجہ زبردست پلٹ کر کے نیا زیر	دندان مشدد سے پس پشت لگی ڈھیر

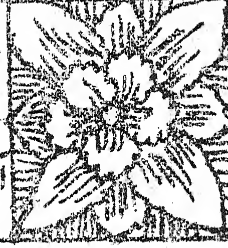
وہ ضرب چلی کہ نقش اثبات کے ٹے تھے
بے سر تھے سخن نقش مضامین کے پٹے تھے

چہرے سے تھے ظاہر غضب و غیظ کے آثار	تکتے تھے وہ موذی کو نظر تیز سے ہر بار
ناگاہ یہ ہوا غل کہ خبردار خبردار	بالائے فلک پہنچ گئے احمد مختار

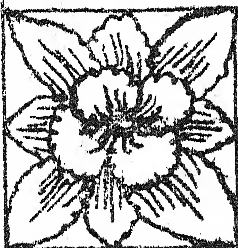
دیکھو تو کہ خورشید مقام قمر آیا
حیرت یہ ہوئی رات تھی پر دن نظر آیا

فرزند پدر سے ملا اور نور لحد سے	دلبند ملا سینے سے اور لخت جگر سے

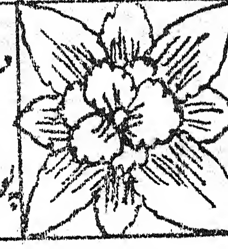
وہ صادق الاخبار ملا پیک خضر سے
آدم ہیں نخل گیشہ جن و بشر ہی



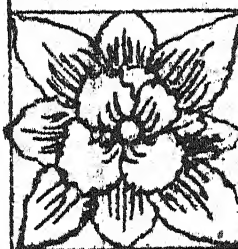
یہ نورِ نظر راحتِ جان فخرِ سلف ہے
آدم کا ہے سرتاج تو حوا کا شرف ہے



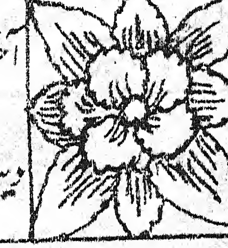
دو بیٹے آدم کے جب ہو راس نمودار
جاتے تھے سعید ایک اور ایک بدکار
راہ ایک کی جاتی تھی درِ جنتِ گلزار
اور ایک یہ کارون کو لے جاتی تھی فی النار



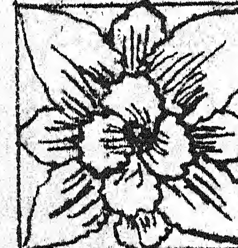
دنیا میں جو پوچھو تو مہلت ہے اجل کی
پوری جو ہوئی یہ تو ہے پاداش عمل کی



جو چاہئے کرو چند نفس کی ہے مہلت
نیکی یا بدی ظلم و ستم خلق و مروت
خاطر و مدارات عداوت و خصومت
یا زجر و اہانت و تکبر یا اعانت



آخر یہ عمل سات ہے اچھا یا برا ہو
دینا ترے پاس ہے کھوٹا یا کھرا ہو



یہ دہر پر آشوب رہ رنج و محن ہے
ہر نخل خزان دیدہ ہے وہ خشک چمن ہے
جو قامتِ نوخیز ہے وہ پیرِ کہن ہے
قصر اس کا اگر گور تو ملبوس کفن ہے

جو طبل و علم رکھتے تھے بے نام و نشان ہین
احباب جو کل بستے تھے وہ آج کہان ہین

یہ حر با صفت رنگ بدلتا ہے ہر اک آن
ہوتی تھی جہان بزم طرب وہ ہین سنسان
کھنڈر پڑے ہین وہ جہان بستے تھے انسان
جو زینت عالم تھے مکان اب وہ ہین ویران

اڑتی ہے وہان خاک جہان طبل و علم تھا
مسکن ہین درندون کے جہان جاہ و حشم تھا

مقصود نفس جب کہ ہوا دار فنا مین
خواہش کا تقاضا ہے کہ رہ فکر غنا مین
ممزوج عناصر ہین ارض و سما مین
تاکید اجل کی کہ تو ہے دست قضا مین

خواہش کی بہت ترغیب ہے کر شکر تو زر کی
کہتی ہے قضا آکے پناہ مانگیو سر کی

کیا قدرت خالق کا عجائب ہے تماشا
غافل تو جہان تو ہے چند نفس کا
ہر شخص کو دیتی ہے صدا موت ادھر آ
جو آج گہوارے مین ہے کل گور مین ہوگا

تری جو اقارب ہین وہی مٹی کرینگے

جب چین پڑیگا تجھے مٹی میں دبینگے

یہ دہر پر آشوب ہے مکار ہے غدار
پالے جو پڑا اسکے نہ جانبر ہوا زنہار

دیتا ہے نیا داغ یہ دلسوز دل آزار
ظاہر میں تو محبوب ہے باطن میں ہے خونخوار

خطرہ ہی کا ڈر سے جانکا جو عاشق زر ہے
دشمن ہیں ترے لاکھ یہ وہ بانئی شر ہے

جو طالب زر ہیں نہیں ملتا انہیں آرام
رونا ہے تو پیسے کا وہ دولت کا ہی کہرام

جن طمع و ہوس کا چڑھا رہتا ہی سحر شام
دنیا سے غرض ان کو نہ عقبیٰ سے نہیں کام

کوڑی اگر نام لو دیدیتے ہیں جی سے
چمڑی تو چلی جائے کہیں جائے نہ دمڑی

جو طالب ہیں وہ ہیں بے ننگ و ناموس
رگ رگ میں بھری حرص ہوا صورت منحوس

زندان غم و رنج و محن میں وہ ہیں محبوس
ہر تار قبا دام ہوس زینت ملبوس

جب آئی اجل دولت و دنیا یہ ہی سب ہیچ
دستار فضیلت کا ہر اک پیچ ہے پر پیچ

رفتار زمانے پہ کریں آپ ذرا غور
یکساں نہیں رہتا ہے زمانے کا سدا دور
اسکے ہیں نئے رنگ نئے ڈھنگ نئے طور
کل کچھ تھا تو کچھ آج ہے کل ہوویگا کچھ اور

ڈھونڈو جو فریدون ہیں سے اب کوئی نہ ہونگے
وہ آج نہیں ہیں چلو کل ہم بھی نہ ہونگے

کرتا ہے سفر یاں سے یکے بعد دیگر
مرتا ہے پدر کل تو پسر آج برادر
روتا ہے کوئی خون کہیں خاک ہے برسر
کسطرح سے بے خوف ہیں ہم اللہ اکبر

مرتا ہی مرے حرص و ہوا کم نہیں کرتے
لمحے سے زیادہ کبھی ہم غم نہیں کرتے

ہم کرتے ہیں مرنے کا جوان مرگ کے ماتم
اتنا بھی سمجھتے نہیں وہ آج تو کل ہم
سامان اجل اپنا بھی ہوتا ہے فراہم
ہمدم جو چلے آج کل جائے گا کل دم

کچھ خوف و خطر موت سے واللہ نہیں کرتے
ہم وسعت طمع کو کبھی کوتاہ نہیں کرتے

آتی ہے صدا گور سے نہ تخت نشیں ہے
کھلتی ہے تمنا کہ نہ تاج و نگیں ہے

حسرت کا بیان ہی کہ وہ اب زیر زمین ہی — لکھی ہے قضا ہان نتھا مگر اتنی نہین ہے

حاکم جو قضا کے تھے وہ ہین پلے قضا کے
بگڑی ہوی صورت ہی طپانچون سے فنا کے

ہستی مین جو آئی تو ہوے چاند اجالا — تھے نور نظر باپ کے اور مان کا نظارا
کھا کھا کے بلی لال یہ سونے کا نوالا — بیچین ہوے یہ تو ہوا گھر تہ وبالا

مان آنکھین بچھاتی تھی جو چلتے تھی اکڑ کے
اب گور مین لائی ہے انہین موت پکڑ کے

کرتی تھی دعا مان یہ شب تسمیہ خوانے — سرسبز مرے لال کا ہو باغ جوانے
اک چاند سے دولہن کو بیاہ لائے یہ جانی — اسدن کے لئے منتین کیا کیا نہین مانی

اس لال کی دنیا مین سدا جلوہ گری رکھ
مین کوکھ جلی ہون تو مری گود بھری رکھ

الحمد کہ تر و تازہ ہے گلزار — الشکر کہ شاداب ہوا چہرۂ گلنار
الفضل کہ سرسبز ہوا سبزۂ رخسار — حسنت لولی نخل جوانی ہوا پربار

پروان چڑھا لال کیا فضل خدا نے
بر لایا تمنائے دلی نخل دعا نے

سلطان سلاطین ہے اور مالک اقلیم
زیبندۂ اورنگ ہے اور زینت دیہیم
ہے مرجع خلق اللہ ہے اور قابل تسلیم
ذی عزت و توقیر ہے اور واجب تعظیم

کیا غم ہو کہ دولت میں ہی قارون کی ہمسر
حشمت مین سلیمان ہے تو شوکت مین سکندر

اسباب طرب عیش و نشاط انکے لئے تھا
نغمہ و دف چنگ و رباط انکے لئے تھا
پیراہن بہجت و بساط انکے لئے تھا
ہر موسم و ماہ شباط انکے لئے تھا

ہر جشن خوشی عشرت جمشید ہوا تھا
ہر رات شب قدر تھی دن عید ہوا تھا

تھی بزم مین نشاط آرا جوان مہوش و گلفام
سرشار تھے مست تھے نوشیدۂ مے و آرام
شوریدہ سر آوارہ و وارفتہ و بدنام
جز بادہ پرستی کے نہین انکو کوئی کام

ہر سر مین خوشی تھی ہر اک تھا نہاں مدہوش
حاضر کی یہہ حالت تھی کہ غائب تھی فراموش

جز بادہ کشی اون کو نہ تھا شغل کوئی اور
خدشہ نہ اونہین آج کا فردا پہ نہ کچھ غور

کرتے تھے مئے ناب کا احباب ہان دور
مجنون کی سی حالت تھی تو دیوانون کے طور

جس دردش پہ شیطان ہو اُسے گوش نہین ہے
کیا پند سنے وہ کہ جسے ہوش نہین ہے

کہتا تھا نصیحت کی اگر کوئی نکوکار
ہوتا تھا وہ زندان عقوبت مین گرفتار

ہو جاتے تھے ادس یار کی صورت سے بیزار
محبوس حرم ہوتے تھے لٹ جاتا تھا گھر بار

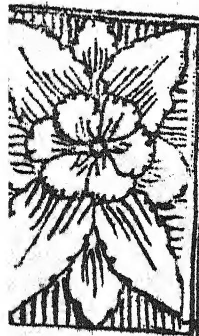
سب ہین زن و فرزند سلسل بہ سلاسل
اک بات تھی کیا کہ قیامت ہوئی نازل

ادس ناصح و مشفق کی نصیحت کی سراسر
بے پرسش احوال ہوے قتل وہ یکسر

محبوس ہوے سب زن و فرزند و برادر
اس جرم مین ڈھیلا رہا گھر کی جگہ پر

ادس تلخ نصیحت سے غضب گھیر لیا تھا
کج فہم نے ادس جا پہ ہل پھیر دیا تھا

مشغول رہا کرتے تھے یہ عیش و طرب مین
بڑھتا تھا قدم روز وہ حرص طلب مین



ناگاہ گرفتار ہوئے قہر و غضب مین — وا اثر دن ہوا تخت پہ کچھ جانبی تقلب

غفلت مین اجل آ گھڑی از خود ہوی رفتہ
لے آئی قضا تا بہ فنا دست گرفتہ

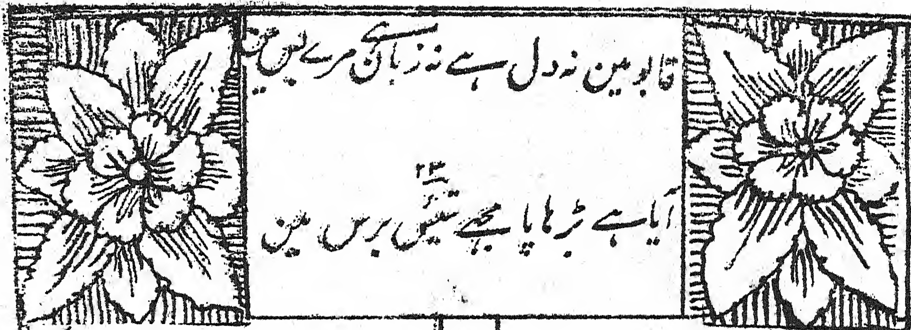
ناگاہ قضا آکے ہوئی اونکی گلوگیر — تدبیر و علاج اور دوا لندنکی تاثیر
تشخیص ہوا تا کہ کی ولٹی ہوئی تدبیر — گیر خشم و غضب موت نے او قوتکی تغیر

وہ شوکت و حشمت ہے کہان آج او بد خو
کان ہین جو گراتے تھے پسینہ پہ لہو کو

وہ جاہ و حشم افسر و لشکر ہے کہان آج — وہ تاج و نگین خلعت پر زر ہے کہان آج
وہ ملک کدھر ہین وہ ظفر ہے کہان آج — کیا ہو گئی وہ زینت مسند ہے کہان آج

کل مالک اقلیم تھا اور شاہ زمن کا ۔
صد حیف کہ وہ آج ہے محتاج کفن کا

بس عالم تمثال سے اب لکھ چکا امثال — دکھلا دیا اس دہر پر آشوب کی سب چال
پر عالم تمثال مین مین بن گیا تمثال ۔ — اللہ کرے خیر کہ اب ہے مرا حال



قابو مین نہ دل ہے نہ زبان ہے مرے بس مین
آیا ہے بڑہاپا مجھے تیئیس برس مین ۲۳

اعدام مین رعشہ ہے لرزتا ہے سراپا	ڈہل ڈہل کے بہا جاتا ہے اب خون جگر کا
موںہہ بالا دو سر گالا ذرا دیکھو تماشا	اکسان مجھے آیا ہے جوانی و بڑہاپا

واسطے سنانا بات کے کہ یہ کتاب
طبع کیگئی مطبع عزیز دکن کی
ہے لہذا مہر مطبع کی ثبت کیگئی

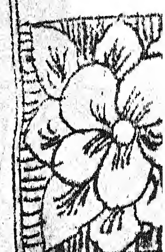
اب شمسہ کچھ جینے کے آثار نہیں ہین
ظاہر ہے کہ یہ بچنے کے آثار نہیں ہین

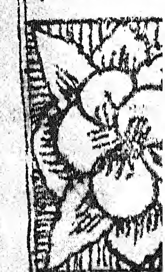




الحمد للہ والمنہ در زین ایام فرخندہ فرجام کتاب لاجواب از تصنیف منیف طوطیٔ
شکرستان بلاغت و عندلیب گلستان فصاحت اعنی جناب معلی القاب مولوی
شفقت حسین عرف ابو المحاسن متخلص شمسی ادام اللہ فیضہ مسمی بریاض شمسی
از اہتمام خادم العلما ناچیز جہان محمد علیخان - در مطبع عزیز دکن واقع چتہ
نواب مختار الملک مرحوم مطبوع گردید -

اطلاع کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ فرماوین







[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]